سوال

(132)غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قربانی فرض ہے یا سنت؟ نیز قربانی کا گوشت غیر مسلم یا مسلمان بے نمازی کو دیا جاسکتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

قربانی سنت ہے یا واجب اس کے متعلق گو علماء میں اختلاف ہے لیکن دلائل کے لحاظ سے صحیح بات یہی ہے کہ قربانی فرض یا واجب نہیں ہے، البتہ اسے سنت مئوکدہ کہا جاسکتا ہے اور باوجود استطاعت کے ترک کرنا مناسب نہیں اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(1) :......امام بخاری رحمة اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول تعلیقا نقل کیا ہے کہ :

((قال ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی(أی الضحیة) سنة ومعروف)) (صحیح بخاری : کتاب الأضاحی)

اس اثر کو مشہور محدث حماد بن سلمہ رحمة اللہ علیہ نے اپنے مصنف میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ تک موصول سند کے ساتھ لایا ہے اور امام جبلہ بن لحیم کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ :

((أن رجلا سأل ابن عمر عن الأضحیة أہی واجبة فقال ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمسلمون بعدہ)) سنن ترمذی : کتاب الأضاحی 'باب الدلیل علی أن الأضحیة سنة' رقم الحدیث :١٥٠٦۔

''یعنی ایک سائل نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا اضحی (قربانی) واجب ہے تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے قربانی کی ہے اور آپ کے بعد مسلمان بھی کرتے آئے ہیں۔''

اس حدیث کی امام ترمذی رحمة اللہ علیہ نے تحسین کر رکھی ہے اور فرماتے ہیں کہ :

((والعمل علی ہذا عند أہل العلم أن الأضحیة لیست واجبة))

''یعنی اس حدیث پر اہل علم عمل کر کے قربانی کو واجب نہیں سمجھتے۔''

امام ترمذی کی اس عبارت پر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

((وکأنہ فہم من کون ابن عمر لم یقل فی الجواب نعم أنہ لایقول بالوجوب فإن الفعل المجرد لایدل علی ذالک وکأنہ إشار بقولہ والمسلمون إلی أنہا لیست من الخصائص وکان ابن عمر حریصا علی اِتباع أفعال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فذالک لم یصرح بعدم الواجب))

''یعنی گویا امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں ہاں نہ کہنا سے یہ سمجھتے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کے وجوب کے قائل نہیں (کیونکہ اگر وجوب کے قائل ہوتے تو جب سائل نے پوچھا کہ قربانی واجب ہے تو آپ فرماتے کہ ہاں (واجب ہے) اور صرف آپ ﷺ کا فعل نقل نہ کرتے) اور مجرد فعل (جس کے ساتھ امر قولا شامل نہ ہو) وجوب پر دلالت نہیں کرتا اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ والمسلمون (یعنی آپ ﷺ کے بعد مسلمان بھی قربانی کرتے تھے) کا لفظ اس لیے بڑھایا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص قربانی کو آپ ﷺ کا ہی خاصہ نہ سمجھ بیٹھے) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے افعال اور اسوہ حسنہ کی اتباع کے حریص تھے اس لیے عدم وجوب کے صریح الفاظ بھی ذکر نہ کئے صرف آپ کا فعل ذکر کر کے اشارہ کر دیا کہ یہ واجب نہیں کیونکہ آپ کا فعل مبارک اگرچہ قابل اتباع ہے اور اس کی پیروی کرنا اجر و ثواب کا باعث ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک یہ بات بہت پسندیدہ اور محبوب ترین ہے ،تاہم اگر وہ فعل امر کے ساتھ نہیں ہے یعنی اس فعل کے متعلق آپ نے امر نہیں فرمایا تو وہ فعل واجب نہیں ہوگا۔ تقریبا تمام مکاتب فکر کے علماء کا یہی مسلک ہے کہ محض فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔

(3) :...... سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے ابوداود میں روایت مروی ہے کہ :

((قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ ذبح یذبحہ فإذا أہل ہلال ذی الحجۃ فلایاخذن من شعرہ ولامن اظفارہ شیئا حتی یضحی)) سنن ابی داود، کتاب الضحایا، باب الرجل یاخذ من شعرہ فی العشر وہو یرید أن یضحی : رقم الحدیث ۲۷۹۱.

''یعنی جس کے پاس قربانی کا جانور ہو اور وہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو پھر ذوالحج کے چاند دیکھنے کے بعد اپنے بال نہ کتروائے اور ناخن نہ تراشے یہاں تک کہ قربانی کر لے اس کے بعد حجامت بنوا سکتا ہے۔''

اس سے بھی واضح سنن نسائی کے الفاظ ہیں کہ :

((من رأی ہلال ذی الحجۃ فأراد أن یضحی فلایأخذ من شعرہ ولا من أظفارہ حتی یضحی)) سنن نسائی کتاب الضحایا، باب من أراد أن یضحی فلایأخذ من شعرہ 'رقم الحدیث ٤٣٦٦.

اس حدیث میں ہے کہ ذوالحج کا چاند دیکھنے کے بعد اگر کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو وہ حجامت نہ بنوائے۔ مطلب کہ یہ الفاظ ((فأراد أن یضحی)) اس حقیقت پر واضح دلیل ہیں کہ قربانی کرنے والے کے ارادہ پر مبنی ہے اور جس کام کا یہ حال ہو (یعنی وہ مسلم کے ارادہ پر منحصر ہو) وہ فرض یا واجب نہیں ہو سکتا، کیونکہ فرض یا واجب میں اس کام کرنے والے کے ارادہ پر منحصر نہیں ہوتا کہ اس کی مرضی کرے یا نہ کرے بلکہ وہ کام ہر حال کرنے کا لازم ہوتا ہے چاہے وہ اسے پسند کرے یا نہ کرے۔

باقی قربانی کرنے والے کو حکم ہے کہ وہ قربانی سے پہلے حجامت نہ بنوائے سو یہ تعجب کی بات نہیں مثلا نفلی نماز فرض یا واجب نہیں ہے مگر اگر کوئی پڑھتا ہے تو اسے کچھ باتوں کا ضرور خیال رکھنا ہے اور ان پر لازمی طور پر عمل کرنا ہے۔ مثلا وضو، قراۃ، رکوع، سجود وغیرہا یعنی نفلی نماز فی نفسہ فرض یا واجب نہیں مگر جو پڑھتا ہے تو اس پر یہ تمام کام کرنا ہیں ورنہ ان میں سے کوئی کام ترک کرے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

اسی طرح نفلی روزے کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ نفلی روزہ واجب نہیں مگر جو رکھے گا

اس پر تمام پابندیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے جو فرضی روزہ میں ہوتی ہیں۔ علی ہذا القیاس بعینہ قربانی کا معاملہ بھی ہے یعنی گو قربانی فی نفسہ نہیں مگر جو شخص کرے گا تو اس پر یہ پابندی

ضرور لاگو ہوگی کہ وہ ذوالحج کے چاند دیکھنے کے بعد قربانی کا جانور ذبح کرنے تک حجامت نہ بنوائے زیادہ سے زیادہ قربانی کے وجوب وفرضیت پر جو دلیل پیش کی جاتی ہے وہ حدیث ہے جو سنن ابن ماجہ ، ابواب الاضاحی باب الاح ضاحی واجبۃ ہی ام لا ' رقم الحدیث ' ۱۳۲۳ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا :

((من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا))

''یعنی جسے وسعت ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے ۔''

لیکن اول تو اس حدیث کے مرفوع ہونے میں اختلاف ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے نہ کہ مرفوع جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے اور حجت مرفوع حدیث میں ہے ن کہ موقوف میں دوسرا یہ کہ اگر اسے مرفوع تسلیم ہی کر لیا جائے تو بھی یہ حدیث وجوب پر صراحتا دلالت نہیں کرتی بلکہ اس سے صرف اس کی تاکید معلوم ہوتی ہے ۔

جیسا کہ پیاز وغیرہ کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ پیاز (کچا) کھا کر مسجد میں نہ آئیں بلکہ صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جو پیاز وغیرہ بدبودار شے کھا کر مسجد میں آتا تھا آپ ﷺ اسے بقیع (مقام) تک دور مسجد سے نکلوا دیتے تھے محض تنبیہ کی خاطر ۔

حالانکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سے پیاز کی حرمت ثابت نہیں ہوتی یعنی پیاز کھانا حرام نہیں کیونکہ دیگر دلائل سے اس کی معلوم ہوتی ہے اور حکم محض تنبیہ وتاکید کے لیے تھا اس طرح حدیث سے بھی (اگر اس کا مرفوع ہونا ثابت ہو تو) صرف قربانی کا موکد ہونا ثابت ہوتا ہے لا غیر ۔

اسی طرح مشہور محدث حافظ ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں کہ :

((لا یصح عن أحد من الصحابہ ان‌ہا واجبۃ وصح انہا لیست واجبۃ عن الجمھور)) المحلی ' جلد ٦ ' صفحہ ١٠ ' کتاب الاضاحی ' مسئلہ : ۹۹۳ .

یعنی کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور یہ بات جمہور علماء سے منقول ہے ۔''

باقی جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تھی اور آپ ﷺ نے اسے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا ، اس سے بھی قربانی کے وجوب پر استدلال نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ اس بات میں کوئی عجب ونکارت نہیں کہ دین میں کوئی ایسا کام ہو جو فی نفسہ نہ ہو لیکن اس کا بدل یا عوض اور ضروری ہو ، کیونکہ جو قربانی کے وجوب کے قائل ہیں ۔ (مثلا علماء احناف) وہ اس بات پر متفق ہیں کہ مثلا کسی شخص نے کسی ایسے دن نفلی روزہ رکھا جس دن کا روزہ اس پر نہ تھا مگر اس نے عمدا (جان بوجھ کر) روزہ توڑ ڈالا تو یہی علماء کہتے ہیں کہ اب اس پر دوسرے دن کا روزہ اس پر واجب ہے حالانکہ پہلا روزہ جو اس نے رکھا تھا وہ اس پر نہ تھا بلکہ نفلی تھا اور کہتے ہیں کہ کسی نے نفلی حج کا احرام باندھا پھر اسے فاسد کر دیا تو اس پر حج کی قضاء ہے ۔ حالانکہ وہ حج اس پر نہیں تھا بلکہ نفلی تھا ۔ اس طرح قربانی بھی اگرچہ ابتدا انہیں مگر صحیح طور پر ادا نہ کرنے کے سبب (مثلا نماز سے پہلے قربانی کر دے) شارع علیہ السلام نے اس پر اس کا اعادہ لازمی قرار دیا ہے مسلمان کا کام ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے سامنے سر اطاعت و تسلیم خم کرے پھر جہاں حکم ہوگا وہاں چوں چراں بھی نہ کی جائے گی ۔

وہ حکم لازمی مانا جائے گا اور جہاں حکم نہیں ہوگا اور محض فعل مبارک ہوگا تو وہاں سنتا واستحبابا پیروی اتباع کی جائے گی لیکن تصور نہ کیا جائے گا ۔ باقی رہی ام بلال الاسلمیہ والی حدیث جو ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفظ کے ساتھ نقل کی ہے کہ :

((قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحوا بالجذع من الظأن فإنہ جائز))

''یعنی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دنبے میں سے جذعہ کی قربانی کرو بلاشبہ یہ جائز ہے ۔''

یہ امر حقیقت میں فرضی نہیں بلکہ یہ آپ کی طرف سے رخصت ہے جس پر دلیل دوسری صحیح حدیث ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں :

((لاتذبحواالاامسنۃالاأن یعسر علیکم فتذبحواجذعۃ من الضأن)) صحیح مسلم :کتاب الاضاحی 'باب من الأضحیۃ : رقم الحدیث : ۵۰۸۲.

''یعنی قربانی کے جانوروں میں سے مسنہ (دودانتوں والے جانور) کے علاوہ دوسرے جانور کی قربانی مت کرو مگر جب مسنہ نہ ملے تو پھر ایک دنبہ ذبح کردو جو جذعہ ہو یعنی دوندہ نہ بلکہ آٹھ نوماہ کا ہو۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ ام بلال رضی اللہ عنہا والی حدیث میں بھی امر محض رخصت کے لیے ہے نہ کہ وجوب کے لیے ورنہ اگر اس وجوب پر عمل کروگے تو اس کا مفہوم یہ بنے گا کہ قربانی کے لیے صرف دنبوں کا جذعہ ہی ذبح کیا جائے۔ دوسرا نہیں حالانکہ یہ قطعا غلط ہے۔

ان کے علاوہ بھی کچھ احادیث مروی ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی سندا صحیح نہیں مگر صرف ایک حدیث جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

((أنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من وجد سعۃ فلیضح))

''یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے گنجائش ہو وہ قربانی کرے۔''

یہ حدیث اگرچہ مذکورہ بالا بیان کی گئی احادیث کے ہم پلہ نہیں ،تاہم اس کے رواۃ ثقہ ہیں مگر اس میں بھی امر استحبابی ہے کیونکہ اس طرح ہی دیگر دلائل کے ساتھ جن میں کچھ ذکر کیئے گئے ہیں اس روایت کو جمع کیا جاسکتا ہے ورنہ دوسری صورت میں جمع نہیں ہوسکتا ،اس کے بعد ترجیح کی طرف رجوع کیا جائے گا تو لامحالہ یہی احادیث جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہیں اس حدیث پر راجح ہوں گی کیونکہ یہ واضح ہیں اور اپنے مطلب پر واضح ہیں اور حدیث مرجوح ہوگی۔

باقی رہی یہ بات کہ قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں تو اس کے لیے گزارش ہے کہ اس گوشت سے بے شک کافروں کو دیا جاسکتا ہے اس کی دلیل درج ذیل ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح : (کتاب الاضحی باب مایوکل من لحوم الاضاحی ومایتزودمنہا : رقم الحدیث : ۵۵۶۹) میں سیدنا سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ :

(قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ضحی منکم فلایصبحن بعدثالثۃ وبقی فی بتہ منہ شی فلما کان العام المقبل قالوایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفعل کمافعلنا العام الماضی قال کلواواطعمواوادخروفإن ذالک العام کان بالناس جہدفأردت أن تعینوافیہا))

''یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو بھی قربانی کرے تو تین دنوں کے بعد اس قربانی کے گوشت میں سے کچھ اس کے گھر میں باقی نہیں رہنا چاہیئے پھر جب دوسرا سال آیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا اس سال بھی ویسے ہی کریں (جس طرح گزشتہ سال کیا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھائیں اور کھلائیں (مطلق عام انسانوں کو) اور ذخیرہ کرکے رکھو (گزشتہ سال جو میں نے منع کیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ) اس سال لوگوں کو بہت تکلیف تھی یعنی قحط سالی تھی اور جو بھوک کی وجہ سے بڑی پریشانی درپیش تھی اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ تم ان کی مدد کرو اس لیے جس نے منع کیا تھا۔''

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ :

((إنہم قالوایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن الناس یتخذون الأسقیۃ من ضحایاہم ویجمعون فیہاالودک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وماذالک قالوانہیت أن توکل لحوم الضحایابعدثلاث قال علیہ الصلاۃ والسلام نہیتکم من أجل الدافۃ التی دفت فکلواوادخروأوتصدقوا)) صحیح مسلم :کتاب الأضاحی 'رقم الحدیث : نمبر مٹاہوا ہے

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو قربانی کے گوشت سے دوسرے لوگوں کو کھلانے کا حکم فرمایا اس لیے جائز ہے کہ ہر کوئی کھانے والا اس

سے کھا سکتا ہے کیونکہ اگر اس سے کسی کے لیے کھانا حرام ہوتا تو وہ آپ ذکر کرتے۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں بھی (تصدقوا) کا لفظ وارد ہوا ہے یعنی اس سے صدقہ وخیرات کرو اور مطلق خیرات (یعنی فرضی صدقات کے علاوہ) کسی کو بھی دی جا سکتی ہے خواہ وہ مسلم ہو یا کافر چونکہ یہاں بھی آپ ﷺ نے اس گوشت سے مطلق خیرات کا امر فرمایا ہے، لہذا کسی کو بھی خیرات کے طور پر دیا جا سکتا ہے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم کیونکہ یہ بیان کا موقعہ تھا اگر یہ طعام مسلمانوں کے ساتھ مخصوص تھا تو آپ خود اس کی وضاحت فرمادیتے۔

مطلق اور عام حکم نہ فرماتے:

((وماکان ربک نسیا)) اور قربانی بھی نہیں جیسا کہ اوپر ثابت کر آئے ہیں اسی طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے:

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ (الحج:٣٦)

اس آیت میں بھی قربانی اور ہدی کا گوشت میں سے خود کھانا اور حاجتمند کو کھلانے کا حکم ہے اور حاجتمند اور سوالی کو مخصوص نہیں کیا گیا کہ وہ صرف مسلم ہی ہو مذکورہ بالا احادیث سے حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسلم اور غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینے کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اور مزید پہلی حدیث میں جو آپ نے فرمایا ہے کہ:

((من ضحی منکم)) کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ حکم اس کے ساتھ لاگو نہیں ہے جو قربانی نہ کرے۔ مطلب یہ ہوا کہ قربانی واجب نہیں جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 499

محدث فتویٰ